

شیخ محمد بن صالح المنجد، مکہ
مترجم: شمس الحق بن اشفاق اللہ

احکام و مسائل

رمضان المبارک کے بعض اہم و نادر مسائل

رمضان المبارک کے کام

① اپنے آپ اور اپنے ماحول کو عبادت کے لئے تیار کرنا، توبہ و استغفار کی طرف جلدی کرنا، رمضان کے آنے پر خوشی منانا اور پورے ادب کے ساتھ روزے رکھنا، تراویح میں دل جمعی اور خشوع کا خیال رکھنا، سستی سے باز رہنا، خصوصاً آخری دس دن میں شب قدر کی تلاش میں لگے رہنا، تدبر و تفکر کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور اسے ایک سے زائد بار مکمل کرنے کی کوشش کرنا رمضان المبارک کے اہم کام ہیں۔ پھر رمضان کا عمرہ بھی حج کے برابر ہے، اس ماہ میں صدقہ کا اجر دو بالا ہو جاتا ہے اور اعتکاف کرنے کی بھی خاص تاکید آئی ہے۔

📖 اس ماہ کی آمد پر مبارکباد دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے، نبی ﷺ صحابہ کو رمضان کی آمد کی بشارت دیتے تھے اور اس کے اہتمام پر ابھارتے تھے، چنانچہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أتاكم رمضان شهر مبارك، فرض الله عز وجل عليكم صيامه، تفتح فيه أبواب السماء، وتغلق فيه أبواب الجحيم، وتغل فيه مردة الشياطين، فيه ليلة خير من ألف شهر من حرم خيرها فقد حرم»

”تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آیا ہے، اس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کئے ہیں، جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور بد معاش شیطانوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کی خیر سے محروم رہا وہ حقیقی محروم ہے۔“ (سنن نسائی: ۲۱۰۸، صحیح الترغیب: ۲۱۸/۱)

روزے کے احکام

② بعض روزوں میں تسلسل ضروری ہے جیسے رمضان کے روزے، قتل خطا کے کفارہ کے

روزے، کفارہ ظہار کے روزے، رمضان کے دن میں جماع کرنے کے کفارہ کے روزے۔ اسی طرح جس نے مسلسل روزے رکھنے کی نذر مانی ہو، اس پر بھی تسلسل سے روزہ رکھنا ضروری ہے۔

جبکہ بعض روزوں میں تسلسل کی شرط نہیں ہے جیسے رمضان کے روزوں کی قضا، حج میں قربانی نہ کرنے والے کے دس روزے، قسم توڑنے والے پر کفارہ کے روزے (جمہور علماء کے نزدیک)، اور (صحیح قول کے مطابق) احرام کی حالت میں کسی ممنوع چیز کے ارتکاب پر فدیہ کے روزے، اس میں بھی تسلسل ضروری نہیں اور مطلقاً نذر کے روزے جس شخص نے تسلسل کی شرط نہ رکھی ہو۔

③ نفل روزے، فرض روزوں کی کمی کی تلافی کرتے ہیں جیسے عاشوراء، عرفہ، ایام بیض (یعنی ہر قمری ماہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ) کے روزے، پیر اور جمعرات کا روزہ اور شوال کے چھ روزے، محرم اور شعبان میں کثرت سے روزے رکھنا وغیرہ۔

④ فرض کے علاوہ صرف جمعہ کو یا صرف ہفتہ کو خصوصاً روزہ رکھنے کی ممانعت آئی ہے، سارا زمانہ روزہ رکھنا اور صوم وصال یعنی بغیر افطار کے دو یا اس سے زیادہ دنوں تک روزہ رکھنا بھی ممنوع ہے۔

عیدین اور ایام تشریق (یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ ذوالحجہ کے دن) روزہ رکھنا حرام ہے، یہ دن کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔ جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ منیٰ میں ان دنوں میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔

مہینہ کے شروع ہونے کا ثبوت

⑤ ماہ رمضان کا چاند دیکھنے سے رمضان شروع ہو جاتا ہے یا پھر شعبان کے تیس دن مکمل ہو جانے کے بعد رمضان داخل ہو جاتا ہے۔ جس کسی نے خود چاند دیکھا ہو یا کسی قابل اعتماد آدمی سے اس کی خبر ملی ہو تو پھر اس پر روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔

روایت کے بغیر صرف حساب کے ذریعہ مہینہ کی شروعات ثابت کرنا بدعت ہے کیونکہ حدیث میں صاف وضاحت ہے: «صوموا لرؤیتہ و افطروا لرؤیتہ» (صحیح بخاری: ۱۹۰۹)

”چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو۔“

لہذا اگر بالغ، عاقل اور امانتدار مسلمان جس کی سچائی اور نگاہ پر بھروسہ ہو اور اس نے دیکھنے کا دعویٰ کیا ہو تو اس کی بات پر عمل کیا جائے گا۔

روزہ کس پر واجب ہے اور کس پر نہیں؟

⑥ ہر بالغ، عاقل، مقیم اور روزہ کی طاقت رکھنے والے مسلمان پر روزہ واجب ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ جیسے حیض، نفاس وغیرہ۔

تین علامتوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ بلوغت ثابت ہو جاتی ہے:

خروج منی، احتلام کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے، شرمگاہ کے قریب سخت بالوں کا اُگنا یا ۱۵ سال مکمل ہونا، عورت ہو تو مزید ایک اور علامت کا اعتبار ہوگا یعنی حیض کا آنا، جب بھی حیض شروع ہو جائے تو وہ لڑکی بالغ شمار ہوگی اور اس پر روزہ واجب ہوگا خواہ وہ دس سال سے قبل ہی کیوں نہ ہو۔

⑦ بچہ سات سال کی عمر میں روزہ کی طاقت رکھتا ہو تو اسے روزہ کا حکم دیا جائے گا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اگر دس سال کی عمر میں روزہ نہ رکھے تو اُسے مارا جائے گا جس طرح نماز ترک کرنے پر مارا جاتا ہے۔

روزہ کا اجر بچے کو اور والدین کو تربیت و تعلیم کا اجر ملے گا، رجب بنت معوذہ کہتی ہیں:

”جب عاشورا کے روزے فرض ہوئے تو ہم اپنے بچوں کو روزہ رکھواتے تھے اور روٹی کے کھلونے بناتے۔ جب وہ کھانے کے لئے روتے تو ان کھلونوں سے بہلاتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔“ (صحیح بخاری: رقم ۱۹۶۰)

بعض لوگ اپنے بچوں کے روزہ کے سلسلہ میں غفلت برتتے ہیں، بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کبھی بچہ جوش و جذبہ کے تحت روزہ رکھتا ہے تو اس کے ماں باپ روزہ توڑنے کا حکم دے دیتے ہیں اور اسے وہ اپنے گمان کے مطابق بچے پر شفقت سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں خیال کرتے کہ حقیقی شفقت تو روزہ رکھوانے میں ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ

وَالْحَجَّارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ
وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾ (التحریم: ۶)

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں۔ انہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو کچھ حکم دیا جائے، بجالاتے ہیں۔“

بچی کے روزے کے بارے میں اس کی بلوغت کے اوّل مرحلے میں اہتمام ضروری ہے، ممکن ہے کہ ایام حیض میں بھی وہ شرم کی وجہ سے روزہ رکھ لے اور پھر اس کی فضا نہ کرے۔

⑧ کافر اگر مسلمان ہو جائے یا بچہ بالغ ہو جائے یا مجنون کو افاقہ ہو جائے تو بقیہ دن ان پر کھانے پینے سے بچے رہنا ضروری ہے، اس لئے کہ عذر ختم ہوتے ہی ان پر روزہ واجب ہو گیا۔ رمضان کے جو روزے پہلے گزر چکے ہیں، اس کی فضا ضروری نہیں، کیونکہ اس وقت ان پر روزے واجب نہیں تھے۔

⑨ پاگل پر کوئی مواخذہ نہیں، اگر کبھی پاگل ہو جاتا ہو اور کبھی ہوش میں آ جائے تو صرف ہوش و حواس کی حالت میں اس پر روزہ واجب ہوگا۔ روزہ کی حالت میں دن کے کسی وقت اگر اس پر جنون طاری ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، جس طرح کسی بیماری کی وجہ سے اس پر بے ہوشی چھا جائے تو روزہ باطل نہیں ہوتا، کیونکہ نیت کرتے وقت وہ صاحب عقل تھا، لہذا اس قسم کے لوگ غشی طاری ہونے والے کے حکم میں ہوں گے۔

⑩ رمضان کے دوران جس کا انتقال ہو جائے، اس پر یا اس کے وارثین پر بقیہ ماہ کے روزوں کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

⑪ جسے رمضان کے روزے فرض ہونے کا علم نہ ہو، یا روزے میں کھانے اور جماع کرنے کی حرمت کا علم نہ ہو تو اکثر علما اسے معذور سمجھتے ہیں بشرطیکہ اس طرح کے لوگ واقعتاً قابل عذر والے ہوں مثلاً نو مسلم ہو، یا ایسا مسلمان جو دارالحرب میں رہتا ہو، یا کافروں کے درمیان پروان چڑھا ہو۔ لیکن جو مسلمانوں کے درمیان پروان چڑھا ہو اور مسئلہ معلوم کرنا اس کے لئے ممکن ہو تو ایسی صورت میں وہ معذور نہیں ہے۔

سفر میں روزہ کا رکھنا یا چھوڑنا؟

④ سفر میں روزہ چھوڑنے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس پر مسافت کے اعتبار سے سفر کا اطلاق ہو یا عرف عام میں سفر کہلائے۔ شہر اور اس کی حدود سے باہر چلا جائے لیکن (جمہور علماء کے نزدیک) یہ سفر کسی محصیت کی غرض سے نہ ہو اور روزہ چھوڑنے کے لئے حیلہ نہ ہو۔

⑤ ساری اُمت کا اتفاق ہے کہ مسافر کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے خواہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو یا نہیں، روزہ رکھنا اس کے لئے آسان ہو یا مشکل، (یعنی اگرچہ سفر آسان ہو اور ساری سہولتیں میسر ہوں) اگرچہ سائے اور پانی میں سفر کر رہا ہو، اس کے ساتھ خادم بھی ہو، پھر بھی اس کے لئے روزہ چھوڑنا اور قصر کرنا جائز ہے۔

⑥ رمضان میں اگر کوئی شخص سفر کا پختہ ارادہ رکھتا ہو تو سفر شروع کرنے سے پہلے اس کے لئے افطار کرنا جائز نہیں، کیونکہ ممکن ہے اس کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کی وجہ سے وہ سفر نہ کر سکے۔ (تفسیر قرطبی ۲/۸۷۲)

مسافر اپنی بستی کی عمارتوں سے باہر نکلنے کے بعد ہی روزہ چھوڑ سکتا ہے، اسی طرح جہاز اُڑ جائے اور شہر سے باہر چلا جائے تو افطار کر سکتا ہے۔ اگر ہوائی اڈہ شہر سے باہر ہو تو وہاں سے روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ اگر ہوائی اڈہ شہر میں یا شہر سے ملحق ہو تو افطار نہ کرے، کیونکہ وہ ابھی شہر ہی میں ہے۔

⑦ زمین پر سورج غروب ہونے کے بعد اگر افطار کر لیا، پھر جہاز پرواز کرنے کے بعد سورج نظر آئے تو اس پر کسی چیز سے اجتناب کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ اس نے پورے دن کا روزہ مکمل کر لیا، اس لئے کہ کوئی عبادت مکمل کر لینے کے بعد اس کا اعادہ نہیں ہے۔

اور اگر غروب آفتاب سے پہلے جہاز اُڑا اور سفر میں اپنے اس روزے کے مکمل کرنے کی نیت رکھتا ہو تو فضا میں جس جگہ وہ ہے جب تک سورج غروب نہ ہو جائے، افطار نہ کرے اور پائلٹ کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ افطار کی غرض سے جہاز اتنا نیچا کر کے لے جائے جہاں سے سورج نظر نہ آئے کیونکہ یہ حیلہ ہے۔ البتہ اُن کی مصلحت کے پیش نظر ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں سورج چھپ جائے تو افطار کر سکتا ہے۔

⑫ جو شخص کسی شہر میں پہنچ جائے اور وہاں چار دن سے زیادہ رکنے کی نیت رکھے تو جمہور علما کے نزدیک روزہ رکھنا ضروری ہے، اس لئے جو شخص تعلیم وغیرہ کے لئے سفر کرتا ہے جہاں پہنچ کر وہ کئی ماہ یا کئی سال قیام کرے گا تو جمہور علما اور ائمہ اربعہ کے نزدیک وہ مقیم کے حکم میں ہے، وہ مکمل نماز پڑھے گا اور روزہ بھی رکھے گا۔

اگر مسافر اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر سے گزرے تو اس پر روزہ رکھنا ضروری نہیں مگر یہ کہ وہ وہاں چار دن ☆ سے زیادہ رکنے کی نیت رکھتا ہو تو ایسی صورت میں وہ مقیم کے حکم میں ہوگا۔ (فتاویٰ الدعوة از شیخ ابن باز: رقم ۹۷۷)

⑬ اگر کسی نے حالت اقامت میں روزہ شروع کیا پھر دن کے کسی وقت وہ سفر پر نکل گیا تو وہ روزہ توڑ سکتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق سفر کو روزہ چھوڑنے کی رخصت کا سبب قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة: ۱۸۵)

”اور جو بیمار ہو یا مسافر تو اسے دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنی چاہئے۔“

⑭ جس شخص کی عادت ہی سفر ہو (یعنی مسلسل سفر میں رہتا ہو) جیسے ڈاک کا منشی جو مسلمانوں کی خدمت میں لگا رہتا ہے، یا ٹیکسی ڈرائیور، جہاز کا پائلٹ، اور جہاز میں نوکری کرنے والا تو انہیں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، خواہ ان کا سفر دن بھر کا ہی رہتا ہو، ہاں ان پر قضا ضروری ہے اور یہی حکم ملاح کا بھی ہے جس کی خشکی پر کوئی قیام گاہ ہو۔

⑮ دن میں مسافر اگر اپنے گھر پہنچ جائے تو کیا وہ بقیہ دن روزہ کی طرح گزارے گا یا نہیں؟ اس میں علما کا اختلاف ہے مگر بہتر ہے کہ وہ اس مبارک مہینے کی حرمت کا خیال رکھتے ہوئے کھانے پینے سے رکا رہے، مگر اس پر قضا ضروری ہے خواہ وہ کھانے پینے سے رُکے یا نہ رُکے۔

⑯ کسی ملک میں روزہ شروع کرے پھر دوسرے ملک سفر کر جائے، جہاں لوگوں نے اس سے پہلے یا بعد میں روزہ شروع کیا ہو تو اس پر انہی لوگوں کا حکم منطبق ہوگا جن کے پاس اس نے سفر کیا ہے۔ انہی لوگوں کے ساتھ روزہ چھوڑے، اگرچہ تیس سے زائد ہی کیوں نہ ہو

☆ صحیح بات یہ ہے کہ مدت سفر جس میں قصر و افطار جائز ہے ۱۹ دن ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری: ۱۰۸۰

جائے، اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس دن تم سب لوگ روزہ رکھو، وہ روزہ کا دن ہے اور جس دن تم روزہ چھوڑ دو، وہی افطار کا دن ہوگا۔“
 اور اگر اس کے روزے اُنٹیس سے کم ہوں تو اسے عید کے بعد اُنٹیس روزے مکمل کرنے چاہئیں، کیونکہ ہجری ماہ اُنٹیس دن سے کم نہیں ہوتا☆

مرض کی بنا پر روزہ رکھنا یا چھوڑنا

② ہر وہ مرض جس کی وجہ سے انسان مریض سمجھا جائے، اس کی وجہ سے وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے، دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة: ۱۸۵)

”اور جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے۔“

معمولی عوارض جیسے کھانسی یا سردرد کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ اگر طبی طور سے ثابت ہو یا عادت اور تجربہ سے آدمی کو معلوم ہو یا گمان غالب ہو کہ روزہ سے نقصان ہوگا یا مرض میں زیادتی ہوگی یا شفا میں تاخیر ہوگی تو ایسے شخص کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے بلکہ اس کے لئے روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ مریض کے لئے روزہ کی نیت کرنا جائز نہیں۔

③ کسی شخص کے لئے روزہ اگر غشی کا سبب بنتا ہو تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے مگر بعد میں اس پر قضا ضروری ہے۔ دن کے کسی حصہ میں اگر اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے، پھر غروب آفتاب سے پہلے یا اس کے بعد اسے افاقہ ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا، کیونکہ اس نے روزہ کی حالت میں صبح کی تھی، لیکن اگر فجر سے لے کر مغرب تک بے ہوشی طاری رہے تو جمہور علما کا خیال ہے کہ اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

جہاں تک ایسے شخص کے روزوں کی قضا کا معاملہ ہے تو اکثر علما کے نزدیک واجب ہے، خواہ بے ہوشی کی مدت کتنی طویل ہی کیوں نہ ہو، اور بعض علما کا فتویٰ ہے کہ جس پر بے ہوشی طاری ہو جائے یا عقل کھو جائے، یا کسی مصلحت کے پیش نظر سکون یا خواب آور دوا دی گئی ہو

◎ تیس روزے پورے ہونے پر مزید روزے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مترجم

☆ فتاویٰ ابن باز، فتاویٰ الصیام: ص ۱۵، ۱۶..... طبع دار الوطن، ریاض

جس سے ہوش و حواس ختم ہو گئے ہوں تو اگر یہ صورت حال تین دن یا اس سے کم رہے تو وہ سونے والے پر قیاس کرتے ہوئے روزے کی قضا کرے گا، اور اگر یہ مدت اس سے زیادہ ہو تو پاگل پر قیاس کرتے ہوئے روزوں کی قضا نہیں۔

(۳۳) جس شخص کو شدید بھوک یا پیاس لاحق ہو جائے جس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو، یا غالب گمان کے مطابق بعض حواس ضائع ہونے کا ڈر ہو تو روزہ چھوڑ سکتا ہے بعد میں اس کی قضا دے دے کیونکہ جان کی حفاظت کرنا واجب ہے۔ البتہ قابل برداشت شدت یا تھکاوٹ یا مرض کے وہم کی بنیاد پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں، اسی طرح مشقت کا کام کرنے والوں کے لئے بھی روزہ چھوڑنا جائز نہیں، بلکہ ان کے لئے رات ہی سے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے، روزہ کی حالت میں کام چھوڑنے سے نقصان ہو یا دن کے کسی وقت میں جسمانی نقصان کا ڈر ہو تو روزہ چھوڑ دیں اور بعد میں قضا کریں۔ طالب علم کے لئے امتحانات روزہ چھوڑنے کے لئے عذر نہیں ہیں۔

(۳۴) جس مریض کو شفا کی اُمید ہو وہ روزہ چھوڑ دے اور شفا کا انتظار کرے اور بعد میں قضا کرے، کھانا کھانا کافی نہیں ہے۔ البتہ ایسا مریض جسے شفا کی اُمید نہ ہو، اسی طرح عمر رسیدہ شخص جو روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو، ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، یا آدھا صاع اناج دے جو عام طور پر اس شہر کی خوراک ہو (یعنی تقریباً ڈیڑھ کلو اناج) اس فدیہ کو آخر ماہ میں جمع بھی کر سکتا ہے۔ ایک ساتھ تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دے، اسی طرح روزانہ ایک مسکین کو بھی کھلا سکتا ہے۔

وہ مریض جس نے روزہ چھوڑا اور اس کی قضا کے لئے شفا کی اُمید لگائے ہوئے ہے، پھر پتہ چلا کہ یہ مرض دائمی ہے تو اس پر واجب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، اور جو مریض شفا کے انتظار میں ہو، پھر انتقال ہو جائے تو اس پر یا اس کے اولیاء پر کوئی چیز نہیں۔

(۳۵) اگر کوئی ایسا شخص ہو جو مریض تھا، پھر شفا یاب ہو گیا اور قضا کی طاقت رکھتے ہوئے بھی قضا نہیں کیا اور اسی حالت میں اس کی موت آ گئی تو اس کے مال سے ہر دن کے بدلے ایک

مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا، اور اگر کوئی رشتہ دار اس کی طرف سے روزہ رکھنا چاہے تو جائز ہے۔ کیونکہ صحیحین کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«من مات وعليه صيام صام عنه وليه»

”جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزے فرض باقی رہ گئے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف

سے روزے رکھے گا۔“ (فتاویٰ اللجنة الدائمة، مجلة الدعوة عدد ۶۰۹)

عمر رسیدہ، عاجز اور بہت زیادہ بوڑھا شخص

(۲۶) عمر رسیدہ بڑھیا اور بہت زیادہ بوڑھا مرد جس کی قوت ختم ہو چکی ہو اور روز بہ روز مزید کمی واقع ہو رہی ہو، ان پر روزہ رکھنا ضروری نہیں۔ اگر روزہ ان کے لئے مشکل ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔ ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ (البقرہ: ۱۸۳)

”اور اُس کی طاقت رکھنے والے فدیہ کے طور پر ایک مسکین کو کھانا دیں۔“

کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ بوڑھے مرد اور عورتیں ہیں جو روزہ نہیں رکھ سکتے تو وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ اور جو شخص اتنا بوڑھا ہو چکا ہو کہ اس کے حواس بحال نہ رہے ہوں تو اس پر یا اس کے اہل خانہ پر کوئی چیز بھی واجب نہیں، کیونکہ وہ اب مکلف نہیں۔ اور اگر کبھی اچھے بُرے کی تمیز ہو اور کبھی ہدیان بکنے لگے تو حالت تمیز میں تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے، لیکن حالت ہدیان میں نہیں۔ (مجلس شہر رمضان لابن تیمیہ ص ۲۸)

(۲۷) دشمن سے لڑائی ہو، یا دشمن کے شہر کا محاصرہ ہو اور روزہ قتال میں کمزوری کا سبب بن رہا ہو تو ایسی صورت میں بغیر سفر کے بھی افطار جائز ہے، اسی طرح اگر قتال سے پہلے افطار کی ضرورت محسوس ہو تو روزہ توڑ سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے لڑائی شروع ہونے سے پہلے فرمایا: «انکم مصبحوا عدوکم واللفطر أقوى لكم فافطروا»

”تم لوگ صبح کو دشمن سے ملاقات کرنے والے ہو، اور افطار تمہارے لئے باعث تقویت

ہے لہذا روزہ توڑ دو۔“ (صحیح مسلم: ۱۱۲۰)

(۲۸) جس شخص کے روزہ توڑنے کا سبب ظاہر ہو جیسے مریض ہو وہ کھلے طور پر افطار کر سکتا

ہے، اور جس کے روزہ چھوڑنے کا سبب پوشیدہ ہو جیسے حیض تو بہتر ہے کہ وہ پوشیدہ طور پر ہی روزہ چھوڑے، کھلے طور پر نہ کھائے پئے، تاکہ اس پر کسی قسم کی تہمت نہ آ سکے۔

روزہ کی نیت

②۹ ہر واجب روزہ میں نیت ضروری ہے جیسے قضا یا کفارہ کے روزے۔ حدیث میں ہے: ☆

«من لم یبیت الصیام من اللیل فلا صیام له» (سنن نسائی: ۲۳۳۳)

”اس شخص کا روزہ نہیں جس نے رات ہی سے روزہ کی نیت نہ کی ہو۔“

رات میں کسی بھی وقت نیت کی جاسکتی ہے خواہ فجر سے ایک منٹ پہلے ہی کیوں نہ ہو۔ نیت کسی کام کے کرنے کے لئے دل کے عزم کا نام ہے، نیت کا زبان سے کہنا بدعت ہے۔

جسے علم ہو کہ کل رمضان ہے اور اس نے روزہ کا ارادہ کر لیا تو یہ اس کی نیت ہوگئی، اور جس نے دن میں روزہ چھوڑنے کی نیت کی اور روزہ نہ چھوڑا، تو رائج قول کے مطابق اس کا روزہ صحیح ہے، جیسے کسی نے نماز میں بات کرنے کا ارادہ کیا اور بات نہیں کی۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ صرف روزہ توڑنے کی نیت کی بنیاد پر ہی وہ مُفْطَر مانا جائے گا لہذا اس روزہ کی قضا کر لے تو بہتر ہے۔ مرتد ہو جانے سے نیت باطل ہو جاتی ہے اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں۔

رمضان میں روزے رکھنے والا روزانہ تجدید نیت کا پابند نہیں، بلکہ مہینہ کے شروع میں نیت کر لے تو کافی ہے۔ سفر یا مرض کی وجہ سے روزہ کی نیت چھوڑ کر افطار کر لے، تو پھر عند ختم ہو جانے کے بعد تجدید نیت ضروری ہے۔

③۰ مطلق نفلی روزہ کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے، حضرت عائشہؓ کی

حدیث ہے، فرماتی ہیں: دخل علی رسول اللہ ﷺ ذات یوم فقال: «هل عندکم

شیء؟» فقلنا: لا، قال: «فإني إذا صائم» (صحیح مسلم: ۱۱۵۴، مسند احمد: ۲۰۷/۲)

”ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور فرمایا: کیا کھانے کے لئے کوئی چیز

ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“

اگر کوئی خاص نفلی روزہ جیسے عرفہ یا عاشورا کا روزہ ہو تو رات ہی سے نیت کر لینا بہتر ہے۔

☆ امام بخاری، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے اس حدیث کے موقوف ہونے کو رائج قرار دیا ہے۔

۳۱) جس شخص نے واجب روزہ رکھا جیسے قضا، نذر یا کفارہ کا روزہ تو اسے چاہئے کہ اسے پورا کرے۔ بغیر عذر کے روزہ توڑنا جائز نہیں البتہ نفلی روزے کے بارے میں حکم رسولؐ ہے:

«الصائم المتطوع أمیر نفسه إن شاء صام وإن شاء أفطر» (مسند احمد: ۳۴۱/۶)
 ”نفلی روزہ رکھنے والے والا خود مختار ہے، چاہے تو پورا کرے یا روزہ توڑ دے۔“

خواہ یہ عمل بلا عذر ہی ہو، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن بغیر عذر روزہ توڑنے والے کو کیا اس کے روزہ کی حالت میں گزرے ہوئے اوقات کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ اس سلسلے میں بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اسے ثواب نہیں ملے گا، البتہ نفلی روزہ رکھنے والے کے لئے جب تک روز چھوڑنے کی کوئی شرعی مصلحت نہ ہو تو روزہ مکمل کر لینا افضل ہے۔

۳۲) اگر کسی شخص کو طلوع فجر کے بعد رمضان داخل ہونے کا علم ہوا ہو تو ایسے شخص کو چاہئے کہ بقیہ دن کھانے پینے سے رُکا رہے، اور جمہور علما کے نزدیک اس کے بدلے ایک دن کی قضا کرے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

«من لم یبیت الصیام من اللیل فلا صیام له» (سنن نسائی: ۲۳۳۳)

”اس شخص کا روزہ نہیں جس نے رات ہی سے نیت نہ کیا ہو۔“

۳۳) قیدی شخص نے اگر خود رمضان کا چاند دیکھا ہو یا کسی قابل اعتماد شخص کی خبر سے رمضان کے داخل ہونے کا علم ہوا ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے، ورنہ وہ بذاتِ خود اجتہاد کرے گا اور اپنے غالب گمان کے مطابق عمل کرے گا۔ بعد میں اگر اسے معلوم ہوا کہ اس کا روزہ رمضان کے موافق ہے تو جمہور علما کے نزدیک اس کے لئے یہ کافی ہوگا، اور اگر اس کا روزہ رمضان کی ابتدا کے بعد پڑ گیا، تب بھی جمہور فقہاء کے نزدیک کافی ہوگا۔ اور اگر رمضان کی شروعات سے پہلے اس کا روزہ پڑ گیا تو کافی نہیں ہوگا بلکہ اس پر (اتنے دنوں کی) قضا واجب ہوگی۔ اگر قیدی شخص کے بعض روزے رمضان کے موافق ہوئے اور بعض نہیں تو جو رمضان یا اس کے بعد شوال کے موافق ہوں گے، وہ کافی ہوں گے، لیکن جو رمضان سے پہلے ہوں گے، وہ کافی نہ ہوں گے اور اگر یہ اشکال مسلسل باقی رہے اور معاملہ کی وضاحت نہ ہو سکے تو اس کے روزے کفایت کر جائیں گے، کیونکہ اس نے معلومات کے لئے بھرپور کوشش کی ہے اور اللہ

تعالیٰ ہر شخص کو اس کی طاقت کے مطابق ہی پابند کرتا ہے۔

إفطار اور إمساك

③ جب سورج پوری طرح غائب ہو جائے تو افطار کیا جائے۔ اُفق میں باقی گہری سرخی کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إذا أقبل الليل من لھنا وأدبر النهار من لھنا . . . فقد أفطر الصائم»
 ”جب رات مشرق سے نمودار ہونے لگے اور دن مغرب میں چھپ جائے تو روزہ دار افطار کر لے گا۔“
 (صحیح بخاری: ۱۹۵۴)

إفطار میں جلدی کرنا سنت ہے۔ نبی ﷺ افطار کے بعد ہی مغرب کی نماز پڑھتے تھے، خواہ پانی کے چند گھونٹ ہی افطار کے لئے ملیں۔ اگر روزہ دار افطار کے لئے کوئی چیز نہ پائے تو دل سے ہی افطار کی نیت کر لے اور اپنی اُنگی نہ چوسے جیسا کہ بعض عوام کرتے ہیں۔ وقت سے پہلے افطار سے بچنا چاہئے، کیونکہ نبی ﷺ نے بعض لوگوں کو دیکھا جو اُلٹے لٹکے ہوئے تھے اور اُن کے جبروں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے افطار کر لیا کرتے تھے۔

④ جب فجر طلوع ہو جائے (فجر سے مراد مشرق کی طرف سے اُفق میں پھیلنے والی سفیدی ہے) تو روزہ دار کو فوراً کھانے پینے سے رُک جانا ضروری ہے۔ اذان سننے یا نہ سننے، اور اگر یہ معلوم ہو کہ مؤذن فجر کے وقت ہی اذان دیتا ہے تو اذان کے ساتھ ہی کھانے پینے سے رُک جانا ضروری ہے، لیکن اگر مؤذن فجر سے پہلے اذان دیتا ہو تو کھانے پینے سے رکنا ضروری نہیں۔ اور اگر مؤذن کی حالت کا علم نہ ہو، یا کئی مؤذنین کے درمیان اختلاف ہو جائے اور خود طلوع فجر کا اندازہ نہ لگا سکے (جیسا کہ عام طور پر شہروں میں اونچی بلڈنگوں اور روشنی کے سبب ہوتا ہے) تو ایسی صورت میں احتیاطی طور پر کسی معتمد کیلنڈر یا جنتری وغیرہ پر عمل کرے۔

طلوع فجر سے دس پندرہ منٹ پہلے بطور احتیاط کھانے پینے سے رُک جانا بدعت ہے، بعض جنتریوں میں فجر اور سحری کا جو الگ الگ وقت دیا جاتا ہے، وہ شریعت کے منافی ہے۔

⑤ وہ ملک جہاں رات اور دن چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہیں، اگر وہاں رات اور دن کا امتیاز

ممکن ہو تو مسلمانوں پر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ اور وہ ممالک جہاں رات دن کی تمیز ممکن نہ ہو تو وہ اپنے پڑوسی ممالک کے اعتبار سے روزہ رکھیں گے، جہاں رات اور دن کی تمیز ہو سکتی ہے۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

❷ حیض و نفاس کے علاوہ روزہ توڑنے والی چیزوں سے تین شرطوں کی بنا پر روزہ توڑا جاسکتا ہے:

(۱) اس کا علم ہو۔

(۲) اسے یاد ہو، بھولا نہ ہو۔

(۳) اپنے اختیار سے کیا ہو، اس پر مجبور نہ کیا گیا ہو۔

روزہ توڑنے والی بعض چیزیں آدمی کے جسم سے باہر آنے والی اور بعض باہر سے اندر جانے والی ہوتی ہیں، جو یہ ہیں: جماع کرنا، عمدائے کرنا، حیض، پچھنا گلوانا، کھانا اور پینا ❸ بعض روزہ توڑنے والی چیزیں کھانے پینے کے حکم میں ہیں، جیسے منہ کے ذریعہ دوائیں اور گولیاں وغیرہ کھانا، غذائی انجکشن لینا، اسی طرح خون چڑھانا یا منتقل کرنا۔

ایسے انجکشن جو کھانے پینے کا بدل نہ بن سکتے ہوں بلکہ علاج کے طور پر ہوں جیسے پنسلین، انسولین یا نشاط آور دوائیں یا کوئی ٹیکہ ہو تو اس کا روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا خواہ وہ پٹھے (انٹرا اسکولر) پر لگائے جائیں یا رگوں میں (انٹرا وینس) مگر بہتر یہ ہے کہ ایسے انجکشن بھی رات ہی میں لائے جائیں۔

گردوں کی صفائی کے لئے خون نکال کر پھر دوبارہ اسے اپنی جگہ پر لوٹانے (ڈیالیز) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حقنہ لگانا (اینما) صحیح بات یہ ہے کہ آنکھ یا ناک میں دوا ڈالنے، دانت نکالنے اور زخموں پر مرہم لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ تنفس کے لئے استعمال کئے جانے والے اسپرے سے بھی روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ وہ صرف گیس ہے جو بھی پھڑے تک جاتی ہے، غذا نہیں ہے۔ اور وہ شخص رمضان ہو یا غیر رمضان ہمیشہ اس کا محتاج ہے۔ ٹیسٹ کے لئے خون نکالنے سے بھی روزہ پر اثر نہیں پڑتا، کیونکہ یہ ضرورت کی چیز ہے۔ (فتاویٰ الدعوة لابن باز: ۹۷۹) غرغره کی دوا کے استعمال سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ پیٹ میں نہ جائے، اسی طرح

دانت میں کوئی دوا بھرنے سے جس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو، روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
 (۳۹) جس نے جان بوجھ کر روزہ میں بلا عذر کھاپی لیا، اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا، اس پر توبہ اور اس روزے کی قضا واجب ہے۔ اور اگر اس نے کسی حرام چیز سے روزہ توڑا ہو، جیسے کوئی نشہ آور چیز تو اس کا یہ عمل حد درجہ قبیح ترین ہے۔ ایسے شخص پر توبہ واجب ہے۔ اسے کثرت سے نفلی نماز اور روزے وغیرہ کی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ فریضہ کی کمی پوری ہو سکے اور ممکن ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے۔

(۴۰) ”اگر کوئی بھول کر کھاپی لے تو اسے چاہئے کہ روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔“ (صحیح بخاری: ۱۹۳۳) ایک روایت میں ہے: ”اس پر کوئی قضا ہے نہ کفارہ۔“ (فتح الباری: ۱۵۶/۴) اگر کسی کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھ لے تو اسے یاد دلانے کیونکہ اللہ کا ارشاد: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ ”نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا تعاون کرو۔“ اور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بھی عام ہے: «فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي» ”اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلاؤ۔“ (صحیح مسلم: ۵۷۱) اور درحقیقت بھولنا ایک ناروا عمل ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔

(۴۱) اگر کسی کی جان بچانے کے لئے روزہ توڑنے کی ضرورت پڑے تو روزہ توڑا جاسکتا ہے، مگر قضا واجب ہوگی جیسے ڈوبنے یا جلنے والوں کو بچانا۔

(۴۲) جس پر روزہ فرض ہو اور وہ جان بوجھ کر اپنے اختیار سے دن میں جماع کر لے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ وہ دن بغیر کھائے پیئے گزارے اور اس پر توبہ، قضا اور کفارہ مغلطہ ضروری ہے، جیسا کہ ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے:

بینما نحن جلوس عند النبي ﷺ إذا جاءه رجل فقال: يا رسول الله هلك، قال: «ما لك؟» قال: وقعت على امرأتي وأنا صائم، فقال رسول الله ﷺ: «هل تجد رقبة تعتقها؟» قال لا، قال: «فهل تستطيع أن تصوم شهرين متتابعين؟» قال لا، قال: «فهل تجد إطعام ستين مسكيناً؟» قال لا..... الحديث» (صحیح بخاری: ۱۹۳۶)

”ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ میں ہلاک ہو گیا، آپؐ نے کہا: کیا ہو گیا تمہیں؟ اس نے کہا: میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کر لیا، آپؐ نے کہا: کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، آپؐ نے کہا: کیا تم مسلسل دو ماہ روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، آپؐ نے کہا: کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں..... الحدیث“

علاوہ ازیں، زنا کاری، لواطت اور جانوروں کے ساتھ بدفعی کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔
 (۳۲) اگر کسی نے اپنی بیوی کے ساتھ رمضان میں جماع کا ارادہ کیا اور پہلے کوئی چیز کھاپی کر افطار کر لیا تو اس کا جرم مزید سخت ہے، کیونکہ اس نے رمضان کی حرمت کی دو مرتبہ پامالی کی، ایک مرتبہ کھانا کھا کر، دوسری مرتبہ جماع کر کے، کفارہ مغلطہ اس پر اور زیادہ ضروری ہے، اس کا یہ حیلہ اس کے لئے وبالِ جان ہے اور اس پر خلوصِ دل سے توبہ ضروری ہے۔
 (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۶۲/۲۵)

(۳۳) روزہ دار کا اپنی بیوی یا لونڈی کا بوسہ لینا، جسم سے جسم ملانا، گلے ملنا، چھونا اور بار بار دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنے نفس پر قابو ہو۔ صحیحین میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے اور جسم سے جسم ملاتے تھے، لیکن وہ تم سے زیادہ اپنے آپ پر قابو رکھنے والے تھے۔“ (صحیح بخاری: ۱۹۲۷، صحیح مسلم: ۱۱۰۶) لیکن اگر کوئی شخص تیز شہوت والا ہو، اپنے آپ پر قابو نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے روزہ فاسد ہونے کی نوبت آسکتی ہے، اور جماع کا وقوع یا انزال وغیرہ ہو سکتا ہے، شریعت کا قاعدہ یہ ہے:

”جو چیز حرام کا ذریعہ ہو، وہ بھی حرام ہے۔“

(۳۴) اگر کسی نے جماع شروع کیا اور فجر طلوع ہو گئی، تو اس پر بیوی سے الگ ہو جانا ضروری ہے، اس کا روزہ صحیح ہے خواہ بیوی سے الگ ہونے کے بعد منی کیوں نہ خارج ہو، اور اگر طلوع فجر کے بعد بھی جماع میں لگا رہا تو وہ مُفطر (روزہ توڑنے والا) شمار ہوگا، اس پر توبہ، روزہ کی قضا اور کفارہ مغلطہ واجب ہے۔

(۳۵) جنابت کی حالت میں صبح کرنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ غسل جنابت، حیض اور

نفس کا غسل طلع فجر (صادق) کے بعد تک مؤخر کیا جاسکتا ہے، مگر نماز کی خاطر جلدی کرنی چاہئے۔

(۴۷) اگر روزہ دار کو نیند کی حالت میں احتلام ہو جائے تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، ایسا

شخص اپنا روزہ مکمل کر لے۔ اس بات پر سب کا اجماع و اتفاق ہے۔

(۴۸) اگر کسی نے روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کسی ایسے طریقے سے منی نکالی ہو جس

سے اجتناب ممکن تھا، جیسے چھونے یا بار بار دیکھنے کی وجہ سے تو اس پر توبہ ضروری ہے۔ وہ بقیہ

دن کھانے پینے سے رُکا رہے اور بعد میں اس روزے کی قضا کرے۔ اگر ہاتھ رگڑنا شروع کیا

لیکن خروج منی سے پہلے باز آ گیا تو اس پر صرف توبہ ضروری ہے، روزہ کی قضا نہیں۔ روزہ

دار کو شہوت اُبھارنے والی ہر چیز سے دور رہنا چاہئے، اور گندے خیالات کو دل سے دور رکھنا

چاہئے، البتہ خروج مذی کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۴۹) اگر کسی شخص کو خود بخود قے ہو جائے تو اس پر قضا نہیں، اور جس نے عمدائے کی، وہ

قضا دے گا۔ جس نے جان بوجھ کر منہ میں انگلی ڈال کر یا پیٹ دبا دبا کر، یا ناپسندیدہ دوسو گھ کر

یا کسی ایسی چیز کو لگا تا دیکھ کر جس سے اس کو قے آ جاتی ہے، قے کر دی تو اس پر قضا واجب

ہے اور اگر قے کا غلبہ ہوا مگر کچھ باہر آئے بغیر اندر واپس چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ

اس میں اس کے ارادہ کا دخل نہیں، اور اگر دوبارہ اُس نے خود سے باہر کیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

اور اگر معدہ سے اُبکائی اٹھے تو اس پر قے کا روکنا ضروری نہیں، کیونکہ یہ اس کے لئے مضر

ہو سکتا ہے۔ دانتوں کے درمیان کوئی معمولی سی چیز پھنسی ہوئی تھی، جس کی تمیز نہ ہو سکی اور اس کو

نگل لیا تو وہ تھوک کے تابع ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر زیادہ ہو جس کا تھوکنا ممکن

ہو تو اگر تھوک دیا تو اس پر کوئی چیز نہیں اور جان بوجھ کر نگل لیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

گُلی کے بعد منہ میں جو تری ہوتی ہے، اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ اس

سے چچنا نامکن ہے۔ اگر مسوڑھے میں زخم ہو یا مسواک کی وجہ سے خون نکل آئے تو اس کا نگلنا

جائز نہیں۔ بلکہ تھوک دینا ضروری ہے، ہاں اگر حلق میں بلا قصد و ارادہ چلا جائے تو کوئی

قباحت نہیں۔

کھانسی یا کسی اور سبب سے نکلے ہوئے بلغم کو منہ تک پہنچنے سے پہلے اگر نگل لیا تو روزہ

فاسد نہیں ہوگا، کیونکہ ایسا عام طور پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر منہ میں آ جانے کے بعد نگل لیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، اگر بلا قصد اندر چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ بلا ضرورت کھانا چکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے روزہ فاسد ہونے کا خطرہ ہے، بطور ضرورت جیسے بچے کو کھلانے کے لئے لقمہ چبانا جبکہ اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہ ہو، یا خریدنے کے وقت اور پکاتے وقت ذائقہ چکھنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے فرمایا:

”سرکہ وغیرہ خریدنے کے وقت چکھنے میں کوئی حرج نہیں۔“

۵۵) روزہ دار کے لئے دن کے کسی بھی حصے میں مسواک کرنا سنت ہے خواہ مسواک تازہ ہی کیوں نہ ہو۔ روزہ کی حالت میں مسواک کرنے سے تلخی یا کوئی لذت محسوس ہوئی اور اسے نگل لیا، یا مسواک منہ سے نکالنے کے بعد دوبارہ کرنا شروع کیا اور اس پر لگا ہوا تھوک نگل لیا تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (المغنی لابن قدامہ: ۱۰۶۳)

روزہ دار کو کسی قسم کا زخم رنکسر لاحق ہو جائے یا پانی یا پٹرول بلا ارادہ حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر پیٹ میں غبار یا دھواں یا مکھی بلا قصد و ارادہ دخل ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

حلق میں آنسو اترنے، سر میں تیل، مہندی لگانے سے جس کا مزہ حلق میں محسوس ہو اور سرمہ و کریم وغیرہ لگانے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اسی طرح عطر اور عود کی خوشبو سونگھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن دھواں حلق میں پہنچنے سے بچنا چاہئے۔ دن میں ٹوتھ پیسٹ نہ ہی استعمال کرے تو بہتر ہے کیونکہ اس کی تاثیر قوی ہوتی ہے۔ (المغنی: ۳۳۳)

۵۱) پچھنا لگوانے کے سلسلے میں بڑا اختلاف ہے، لہذا بہتر ہے کہ روزہ دار پچھنا نہ لگوائے۔

۵۲) سگریٹ نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر روزہ چھوڑنے کے لئے وہ عذر نہیں ہے،

اللہ کی معصیت عذر کیسے ہو سکتی ہے؟

۵۳) پانی میں ڈبکی (غوطہ) لگانا، یا ٹرکپڑے کو ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے پلینے میں کوئی

قباحت نہیں ہے، گرمی یا پیاس کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں☆ تیرا کی سے

☆ فتح الباری: ۱۳۵/۴..... شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی یہی خیال ہے۔ دیکھئے فتاویٰ: ۲۶۳/۲۹

پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے روزہ فاسد ہو سکتا ہے۔ جس شخص کا کام غوطہ خوری ہو، یا اس کا کام بغیر غوطہ لگائے نہ چل سکے اور پانی اندر جانے کا امکان نہ ہو تو کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۵۴) رات کے باقی ہونے کا گمان ہو، اسی حالت میں کھایا پیا اور جماع کیا، پھر پتہ چلا کہ صبح ہو چکی ہے تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ قرآن کریم کی آیت: ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ...﴾ (الایۃ) معلوم ہونے تک کھانے وغیرہ کے جواز پر دلالت کرتی ہے، عبدالرزاق نے ابن عباسؓ سے صحیح سند سے روایت ذکر کی ہے، اُنہوں نے کہا:

«أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ الْأَكْلَ وَالشَّرْبَ مَا شَكَكْتَ» (فتح الباری ۴/۱۴۸)

”اللہ نے تمہارے لئے کھانا پینا حلال کیا جب تک تم شک میں رہو۔“

(۵۵) اگر فجر طلوع ہونے کے وقت کسی کے منہ میں کھانا یا پانی ہو تو فقہاء کا اتفاق ہے کہ اسے تھوک دے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ اسی طرح بھول کر کھانے پینے والے کا بھی حکم ہے اس کا روزہ بھی صحیح ہے بشرطیکہ یاد آنے پر جو کچھ اُس کے منہ میں ہے تو فوراً تھوک دے۔

عورت کے لئے روزے کے احکام

(۵۶) جو لڑکی بالغ ہو جائے مگر حیا کی وجہ سے اظہار نہ کر سکے اور روزہ چھوڑتی رہے تو اس پر توبہ اور چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا لازم ہے، اور اگر دوسرا رمضان آنے سے پہلے قضا نہیں دی تو قضا کے ساتھ ہی ہر دن کے بدلے میں مسکین کو بطور کفارہ کھانا کھلائے۔ یہی حکم اس لڑکی کا بھی ہے جو اپنے حیض کے ایام میں شرم کی وجہ سے روزہ رکھتی گئی ہو اور بعد میں قضا نہ کیا ہو۔

(۵۷) شوہر کی موجودگی میں عورت رمضان کے علاوہ دوسرے روزے بغیر اس کی اجازت کے نہیں رکھ سکتی، ہاں اگر شوہر سفر پر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۵۸) حائضہ اگر پاکی دیکھے (یعنی وہ سفید رطوبت جو حیض ختم ہونے پر رحم سے باہر نکلتی ہے) جس سے عورت کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب وہ پاک ہو چکی ہے تو رات ہی سے روزے کی نیت کرے اور روزہ رکھے، اور اگر پاکی کا اندازہ نہ ہو تو روئی اندر لگا کر دیکھے، اگر صاف رہی تو روزہ

رکھے لے اور اگر حیض کا خون دوبارہ آجائے تو روزہ توڑ دے۔ اگر کسی عورت نے رات سے روزہ رکھا ہو اور مغرب ہونے تک خون نہ آیا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ اسی طرح جس عورت نے خون آنے کا احساس کیا ہو، لیکن خون مغرب کے بعد ہی باہر نکلا تو اس دن کا روزہ صحیح سمجھا جائے گا۔

حائضہ اور نفاس والی عورت کا خون اگر رات کو ہی ختم ہو گیا اور اس نے رات ہی میں روزہ کی نیت کر لی لیکن غسل فجر کے بعد کیا تو متفقہ طور پر تمام علما کے نزدیک اس کا روزہ صحیح ہوگا۔
(۵۹) جس عورت کو معلوم ہو کہ اس کی ماہواری کل سے شروع ہوگی پھر بھی وہ نیت کرے اور روزہ رکھے۔ اور جب تک خون نہ آجائے روزہ نہ چھوڑے۔

(۶۰) بہتر یہ ہے کہ حائضہ عورت اپنی فطرت پر باقی رہے، اور اللہ نے اس کے لئے جو مقدر کیا ہے، اس پر راضی رہے۔ خون روکنے والی دوائیں استعمال نہ کرے، حالت حیض میں روزہ چھوڑ دے اور پھر قضا کرے، اسی طرح اُمہات المؤمنین اور سلف کی بیویاں کیا کرتی تھیں لیکن اگر اس نے کوئی چیز استعمال کی جس سے خون رک گیا تو روزہ رکھ سکتی ہے اور اس کا یہ روزہ صحیح ہوگا۔

(۶۱) اگر عورت کا حمل بچے کی شکل و صورت کی تخلیق شروع ہونے کے بعد ساقط ہو جائے، مثلاً اعضاء کی بناوٹ، سر، ہاتھ وغیرہ ظاہر ہو رہے ہوں تو وہ نفاس والی مانی جائے گی۔ ایسی عورت روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں قضا کرے، اور اگر ایسا نہ ہو تو استحاضہ شمار کیا جائے گا۔ اگر وہ عورت روزہ رکھنے کی طاقت رکھتی ہو تو روزہ رکھے۔

نفاس والی عورت اگر چالیس دن سے قبل پاک ہو جائے تو روزہ رکھے اور نماز کے لئے غسل بھی کرے، اور اگر چالیس دن کے بعد بھی خون جاری رہا تو روزہ کی نیت کرے گی اور غسل کر لے اور اس کا یہ خون استحاضہ شمار ہوگا، اور اگر اس کی عادت کے مطابق حیض کے دن پڑ جائیں تو حیض سمجھا جائے گا۔

(۶۲) استحاضہ کے خون سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۶۳) صحیح بات یہ ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو مرلیض پر قیاس کیا جائے گا، ان

کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے اور بعد میں ان پر صرف قضا ہے، چاہے انہیں اپنے لئے ضرر کا اندیشہ ہو یا بچے کے لئے، نبی ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنِ الْمَسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ»

”اللہ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز معاف کر دی ہے، اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں سے روزہ معاف کر دیا ہے۔“ (سنن ترمذی: ۱۵۷۱ وقال الترمذی: حدیث حسن)

۴۳ وہ عورت جس پر روزہ فرض ہوا اگر اس کے شوہر نے اس کی رضا سے روزے کی حالت میں جماع کر لیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو مرد کا ہے۔ ہاں اگر شوہر نے زبردستی کی تو عورت کو حتیٰ المقدور روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، ایسی صورت میں اس پر کوئی کفارہ نہیں۔ اس دن کی قضا کر لینا، اس کے لئے بہتر ہے۔

جس عورت کو معلوم ہو کہ اس کا شوہر اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکتا، اسے دن میں شوہر سے دور رہنا چاہئے، اور دن میں زینت و آرائش سے پرہیز کرنا چاہئے۔

روزہ کے ان ذکر کردہ مسائل کے اختتام پر اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے ذکر و شکر اور اپنی عبادت پر ہماری مدد فرمائے، اور ماہ رمضان کو ہمارے لئے مغفرت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین! وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ضرورت مدرس

معهد القرآن والسنة کے لئے ایک مدرس کی ضرورت ہے جو درج ذیل قابلیت رکھتا ہو:

☆ کسی معروف اہلحدیث مدرسہ کی سند فراغت (۴ سالہ یا ۶ سالہ نصاب کے بعد)

☆ قراءات سبعہ وعشرہ اور نصاب تجوید پر عبور ☆ حفظ قرآن

☆ علوم عصریہ و خطابت سے واقفیت (اضافی قابلیت)

۲۰ اکتوبر ۲۰۰۷ء تک اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست، ذاتی کوائف اور تعلیمی

اسناد کی فوٹو کاپی درج ذیل پتہ پر ارسال کریں: ☆ حسب قابلیت معقول پیکیج

الفوز اسلامک سنٹر: جامع مسجد اُمّ القرئی، بلاک ایکس، ماڈل ٹاؤن، بہاولنگر